بسم اللہ الرحمن الرحیم

ختنہ کے مسائل واحکام

از

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی

(استاذ حدیث وصدر مفتی دارالعلوم حیدرآباد)

فون:09392298508

ای میل:mjqasmi74@gmail.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۴۱ھ

نام کتاب : ختنہ کے مسائل واحکام

مؤلف کتاب : مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

(استاد حدیث وصدر مفتی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد)

صفحات : 37

قیمت : 20روپے

کمپیوٹر کتابت : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری

تزئین وسیٹنگ : قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور

(۲) ہندوستان پیپر ایمپوریم حیدرآباد

(۳) حافظ عبدالرحمن بیت العلم محلہ شمالی کومئ ڈاکخانہ ناڑی ضلع دربھنگہ (بہار)

فون:06305248704

(۴) قبا گرافکس، قبا کالونی، شاہین نگر، حیدرآباد، فون:09704172672

فہرست عناوین

✿ عرض مرتب	۵
○ ختنہ کا بیان	۹
○ ختنہ کے متعلق احادیث	۹
○ انبیاء اور ختنہ	۱۰
○ کیا حضور ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے؟	۱۱
○ ختنہ کب مشروع ہوا؟	۱۴
○ ختنہ کیوں مشروع ہوا؟	۱۵
○ حضرت ابراہیمؑ کا ختنہ کتنی عمر میں ہوا؟	۱۶
○ ختنہ کی شرعی حیثیت	۱۶
○ احناف و مالکیہ کا مذہب اور دلائل	۱۷
○ شوافع وحنابلہ کا مذہب	۱۸
○ شوافع وحنابلہ کے دلائل اور ان کا جائزہ	۱۹
○ ختنہ کا وقت	۲۲
○ ختنہ کا طریقہ	۲۴
○ مختون پیدا ہونیوالے بچہ کا حکم	۲۴

- ختنہ کس سے کرائے ؟ ۲۵
- ختنہ اور خطرات ۲۶
- غیر مختون بالغ ۲۷
- غیر مختون شخص، شریعت کی نگاہ میں ۲۸
- غیر مختون کا غسل ۲۸
- غیر مختون کا انتقال ۲۹
- غیر مختون کا ذبیحہ ۲۹
- عورتوں کا ختنہ ۳۰
- عورتوں کے ختنہ کی ابتداء ۳۱
- عورتوں کے ختنہ کا طریقہ ۳۱
- ختنہ کے وقت دف ۳۲
- ختنہ کی اجرت ۳۲
- ختنہ کی دعوت ۳۳
- ختنہ کے فوائد ۳۵
- جنسی اعضاء کی نظافت ۳۵
- ایڈس سے حفاظت ۳۵
- قضیب کے کینسر سے حفاظت ۳۶
- جنسی امراض سے حفاظت ۳۷

☆☆☆☆

عرض مرتب

اسلام نے نظافت و پاکیزگی کا جو فطری نظام پیش کیا ہے اس کی نظیر کسی اور دین ومذہب میں نہیں ملتی، دوسرے ادیان میں صاف ستھرا اور نفاست پسند ہونا ایک طرح کا جرم تھا ، اور ایسا شخص مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا، نہ پانی کا صحیح انتظام تھا، نہ نہانے دھونے اور صاف ستھرا رہنے والے شخص کی ہمت افزائی کی جاتی تھی اور نہ ہی انھیں اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اس تعلق سے ایک نظر یہود ونصاریٰ کی تاریخ پر ڈالتے چلیں، ڈاکٹر ڈریپر (۱۸۸۲ء) کی کتاب کا اردو ترجمہ مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے ''معرکۂ مذہب وسائنس'' کے نام سے کیا ہے، ذیل میں اسی کتاب کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں:

۱- قرون وسطی میں یورپ کا بیشتر حصہ لق ودق بیاباں یا بے راہ جنگل تھا، جا بجا دلدلیں اور غلیظ جوہڑ (بارانی تالاب) تھے، صفائی کا کوئی انتظام نہیں تھا، نہ گندے پانی کو نکالنے کے لئے نالیوں اور بدروں کا رواج تھا، عوام ایک ہی لباس سالہا سال پہنتے ، جسے دھوتے نہیں تھے ، نتیجۃً وہ بوسیدہ ، میلا اور بدبودار ہوجاتا تھا، نہانا اتنا بڑا گناہ تھا کہ جب پاپائے روم نے سسلی اور جرمنی کے بادشاہ فریڈرک ثانی (۱۲۵۰ء) پر کفر کا فتوی لگایا تو سرفہرست یہ الزام درج تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح غسل کرتا ہے۔(۱)

۲- پاپائے روم کے یہاں ہر وہ عیسائی کافر تھا جو مسلمانوں کی تہذیب یا کسی اور بات کو اچھا سمجھتا ہو یا ہر روز نہاتا ہو، ایسے کافروں کو سزا دینے کے لئے پاپائے روم نے ۱۴۷۸ء میں ایک مذہبی عدالت قائم کی، جس نے پہلے سال دو ہزار افراد کو زندہ جلایا، اور ستر ہزار کو قید وجرمانہ کی سزا دی۔(۲)

---

(۱) یورپ پر اسلام کے احسانات ص:۷۶

(۲) یورپ پر اسلام کے احسانات ص:۹۰

٣- غلیظ جسم اور میلے لباس کی وجہ سے جوؤں کی یہ کثرت تھی کہ جب برطانیہ کا لاٹ پادری باہر نکلتا تو اس کی قبا پر سیکڑوں جوئیں چلتی پھرتی نظر آتیں۔(١)

٤- جب اسپین میں اسلامی سلطنت کو زوال آیا تو فلپ دوم (١٥٩٨ء) نے تمام حمام حکماً بند کرادیے، کیونکہ ان سے اسلام کی یاد تازہ ہوتی تھی، اسی بادشاہ نے اشبیلیہ کے گورنر کو محض اس لئے معزول کردیا کہ وہ روزانہ ہاتھ منہ دھوتا ہے۔(٢)

مگر اسلام نے اس کے برخلاف نظافت وپاکیزگی پر خاص توجہ دی ہے، اس کی ترغیب دی ہے۔ اور اسے منجملہ اسلامی احکام کے ایک حکم قرار دیا ہے، جو اس پر عمل نہ کرے اسے اچھا اور بہتر شخص نہیں کہا گیا ہے، نہ صرف یہ کہ نظافت وپاکیزگی اسلام میں مطلوب ہے؛ بلکہ خود آپ ﷺ کو بھی اس کا بڑا اہتمام تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ سفر میں بھی آپ ﷺ تیل، کنگھی، سرمہ، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک چھوٹی سی سیخ (جو سر کھجانے کے کام آتی) ساتھ رکھتے تھے (٣) منہ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال بڑی کثرت سے فرماتے تھے (٤) ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنا آپ ﷺ کے معمولات میں داخل تھا (٥) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ جب سو کر اٹھتے تو پہلا کام مسواک کرنا ہوتا تھا، اور جب بھی باہر سے گھر تشریف لاتے تو پہلے مسواک فرماتے تھے (٦) حتی کہ حیات طیبہ کا آخری عمل مسواک کرنا تھا (٧) نظافت ہی کے پیش نظر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

(١) حوالہ سابق: ٧٧

(٢) حوالہ سابق

(٣) شعب الإيمان رقم الحديث: ٦٠٧٢، فصل فى حلق جميع الرأس، المعجم الكبير رقم الحديث: ٢٣٥٢، باب من اسمه إبراهيم

(٤) ابن ماجة رقم الحديث: ٢٨٩، باب السواك

(٥) مسلم رقم الحديث: ٧٦٣، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه

(٦) حوالہ سابق

(٧) بخاری رقم الحديث: ٤٤٣٨، باب مرض النبي ﷺ

"من كان له شعر فليكرمه"(١)

''جو بال رکھے تو اسے اسکا اکرام کرنا چاہئے''

ایک مرتبہ آپ ﷺ باہر تشریف لے جانے لگے تو پہلے کنگھا کیا، پھر پانی سے بھرے ہوئے پیالہ کی مدد سے اپنے بالوں کو درست کیا، آپ ﷺ کا یہ عمل دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بول پڑیں کہ اے حضور ﷺ! آپ ﷺ تو خود خوبصورت ہیں ، مزید آرائش کی آپ کو کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهئي من نفسه فإن الله يحب الجمال"(٢)

''جب کوئی آدمی اپنے بھائیوں سے ملنے جائے تو اپنی شکل وصورت کو درست کرلیا کرے، کیونکہ خود اللہ تعالی جمال کو پسند کرتے ہیں''

ایک صحابی بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے، آپ کو ان کی یہ حالت دیکھ کرنا گواری ہوئی، اورانھیں بال سنوارنے کا حکم دیا، جب وہ بال درست کر کے دوبارہ حاضر ہوئے تو فرمایا: پراگندہ بال شیطانی فعل ہے(٣) ایک اور صحابی ایک مرتبہ میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے حاضر خدمت ہوئے،تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا: بہت کچھ ہے، اونٹ، گھوڑے، بکریاں، غلام سبھی کچھ ہیں ،آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر تمہارے رہن سہن سے بھی اللہ تعالی کے انعامات کا اظہار ہونا چاہئے (٤)ایک مرتبہ ایک صحابی کو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو ان پر نکیر فرمائی اورارشادفرمایا:

"أما كان هذا يجد ماء يغسل به ثوبه"(٥)

''کیا اس شخص کو پانی بھی میسر نہیں ہے کہ اس سے کپڑے کو دھولیتا''

(١) ابوداؤد رقم الحديث: ٤١٦٣، باب في إصلاح الشعر
(٢) أدب الاملاء والاستملء، اللسمعاني: ٣٢، فصل في أدب المملى، ينبغي للمحدث الخ
(٣) شعب الإيمان رقم الحديث: ٦٠٤٣، فصل في إكرام الشعر
(٤) أبوداؤد رقم الحديث: ٤٠٦٣، باب في غسل الثوب الخ
(٥) أبوداؤد رقم الحديث: ٤٠٦٢، باب في غسل الثوب الخ

ایک جگہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"أصلحوا الباسكم حتى تكونوا كالشامة في الناس"(١)

"اپنے کپڑوں کی اصلاح اور صفائی وستھرائی پر اتنی توجہ دو کہ لوگ
تمہارے کپڑوں میں خوشبو محسوس کریں"

اسی نقطۂ نظر سے آپ ﷺ نے سفید کپڑے کے پہننے کی ترغیب دی ہے؛(٢) تاکہ اگر کوئی داغ دھبہ یا میل کچیل کپڑے پر لگ جائے تو بآسانی نظر آجائے اور فوراً اسے صاف کرلیا جائے،ان تصریحات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کیسا صاف ستھرا مذہب ہے،اور نظافت کے تعلق سے اس نے کیسی عمدہ ہدایات دی ہیں،ذیل میں نظافت وپاکیزگی کے قبیل سے ختنہ بھی ہے،اور وہ امور فطرت میں سے شمار کیا گیا ہے؛لہذا اس کے متعلق ضروری تفصیلات اگلے صفحات میں بیان کی جاتی ہیں۔

(١) المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث:٥٦١٦،سهل بن الحنظلية
(٢) أبوداؤد رقم الحديث:٣٨٧٨،باب في الأمر بالكحل

ختنہ کا بیان

ختنہ بھی امورفطرت میں سے ہے، یہ تمام انبیاء کی مشترکہ سنت ہے، اور شعائر اسلام میں سے ہے، اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی بستی کے لوگ متفقہ طور پر اس عمل کو ترک کردیں تو امام المسلمین ان کو اس عمل کے کرنے پر مجبور کرے گا، اور نہ ماننے کی صورت میں ان سے قتال بھی کرے گا(١) الغرض عام حالات میں اس عمل کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے ، اسلام نے اس عمل کے تعلق سے جو ہدایات دی ہیں اس کی تھوڑی سی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے، مناسب ہوگا کہ سب سے پہلے ختنہ سے متعلق احادیث پر نگاہ ڈال لی جائے :

ختنہ کے متعلق احادیث

ختنہ کا ذکر کئی احادیث میں ہے، احادیث میں اسے امور فطرت اور انبیاء کی سنتوں میں سے قرار دیا گیاہے، حضرت ابو ہریرہ ﷛ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"الفطرة خمس : الختان والاستحداد وقص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الآباط"(٢)

''پانچ باتیں فطری امور کے قبیل سے ہیں، ختنہ کرانا، زیرناف بال کا صاف کرنا، مونچھ کترنا، ناخن تراشنا اور بغل کے بال صاف کرنا''

اور حضرت عمار بن یاسر ﷛ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے:

"إنَّ من الفطرة المضمضة والاستنشاق وقص الشارب

(١) تبيين الحقائق ٢٢٦/٦، مسائل شتي
(٢) بخاری رقم الحديث:٥٨٩١، باب تقليم الأظفار

والسواک وتقلیم الأظفار ونتف الإبط والاستحداد والختان"(۱)

''امور فطرت میں سے کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مونچھیں کترنا، مسواک کرنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال صاف کرنا اور ختنہ کرانا ہے''

اور ترمذی کی ایک روایت جو حضرت ابوایوب انصاریؓ سے منقول ہے، اس میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ:

''أربع من سنن المرسلین : الختان (۲) والتعطر والسواک والنکاح"(۳)

''چار باتیں رسولوں کی سنت ہیں، ختنہ کرانا، عطر لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا''

انبیاء اور ختنہ

صاحب شرعۃ الاسلام نے لکھا ہے کہ تمام انبیاء مختون ہی پیدا ہوئے ہیں، کسی نبی کا ختنہ دنیا میں نہیں ہوا ہے، اس کا مقصد ایک تو ان کا اعزاز واکرام تھا، اور دوسرا یہ کہ کوئی انسان ان کی شرمگاہ کو اس عمل کو انجام دینے کی خاطر بھی نہ دیکھ سکے، البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غیر مختون پیدا ہوئے تھے، اور انہوں نے اپنا ختنہ خود کیا تھا، تا کہ ان کا یہ عمل تا قیام ساعت جاری ہو جائے (۴) لیکن دوسرے حضرات نے اس کا انکار کیا ہے، اور تمام انبیاء کے مختون ہونے کی

---

(۱) ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۴، باب السواک من الفطرة

(۲) ترمذی کے موجودہ نسخوں میں ''الختان'' نہیں ہے۔ لیکن ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ میں نے ابوالحجاج سے سنا ہے کہ اس جگہ لفظ ''الختان'' ہی صحیح ہے، محاملی نے بھی ترمذی کے شیخ سے یہی نقل کیا ہے، مشکوۃ میں ترمذی کے حوالہ سے اس طرح روایت ہے: ''أربع من سنن المرسلین الحیاء ویروی الختان والتعطر الخ''، علامہ طیبی رحمہ اللہ نے بھی الختان والی روایت کی تصویب فرمائی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۴/۱۲۷)

(۳) ترمذی رقم الحدیث: ۱۰۸۰، باب ماجاء في فضل التزویج والحث علیه

(۴) مرقاۃ: ۷/۲۸۱۴، باب الترجل

حالت میں پیدا ہونے کو تسلیم نہیں کیا ہے، علامہ سیوطیؒ نے مختون پیدا ہونے والے انبیاء کی تعداد اٹھارہ لکھی ہے، اوران کے ناموں کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

زکریا علیہ السلام، شیث علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، حنظلہ علیہ السلام، عیسی علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، سام علیہ السلام، لوط علیہ السلام، صالح علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، یحیی علیہ السلام، ھود علیہ السلام، ادریس علیہ السلام اور محمد ﷺ' (۱)

اورزین العرب کے حوالے سے ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ ایسے انبیاء کی تعداد صرف چودہ ہے، اوران کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

''آدم علیہ السلام، شیث علیہ السلام، نوح علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، حنظلہ بن صفوان، محمد ﷺ' (۲)

کیا حضور ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے؟

آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے یا عام معمول کے مطابق پیدا ہونے کے بعد آپ کا ختنہ ہوا تھا؟ اس بارے میں سلف وخلف کا اختلاف رہا ہے، مجموعی طور پر اس سلسلے میں تین اقوال ملتے ہیں:

۱۔ آپ ﷺ مختون اور بہت ہی مسرور پیدا ہوئے تھے، جیسا کہ زین العرب ، علامہ سیوطی اور صاحب شرعۃ الاسلام کی بیان کردہ تصریحات سے معلوم ہوا، لیکن ابن جوزی رحمہ اللہ نے ''کتاب الموضوعات'' میں لکھا ہے:

''وروی فی ذلک حدیث لا یصح'' (۳)

''اس تعلق سے حدیث تو ہے لیکن صحیح نہیں ہے''

---

(۱) درمختار مع الشامی: ۶/ ۷۵۲، مسائل شتی

(۲) مرقاۃ: ۷/ ۲۸۱۴، باب الترجل

(۳) زادالمعاد: ۱/ ۸۰، فصل في ختانه ﷺ

ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے، علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی صحیح روایت نہیں ہے، پھر آخر میں یہ لکھا ہے :

"وقال بعض المحققين من الحفاظ الأشبه بالصواب أنه لم يولد مختونا" (۱)

''حفاظ حدیث میں سے بعض محققین کا کہنا ہے کہ صحیح ترین بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مختون پیدا نہیں ہوئے تھے''

اور مختون پیدا ہونا آپ ﷺ کی خصوصیت میں سے بھی نہیں ہے؛ کیونکہ تاریخی طور پر کئی حضرات کا مختون پیدا ہونا ثابت ہے، اور مختون پیدا ہونے والے شخص کے بارے میں اہل عرب کا خیال تھا:

"ختنه القمر" (۲) ''اس شخص کا ختنہ چاند ہی نے کر دیا ہے''

اگر چہ اسلام میں اہل عرب کے اس خیال کی کوئی گنجائش نہیں ہے، تاہم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے علاوہ دیگر اشخاص بھی مختون پیدا ہوتے رہے ہیں؛ اس لئے یہ آپ ﷺ کی خصوصیت میں سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔ (۳)

۲۔ آپ ﷺ مختون پیدا نہیں ہوئے تھے، آپ کا ختنہ دائی حلیمہ کے یہاں اس وقت ہوا تھا جب کہ فرشتے آپ ﷺ کا قلب مبارک چاک کرنے کے واسطے آئے تھے، اسی وقت انہوں نے قلب مبارک کو بھی چاک کیا اور ختنہ بھی کیا تھا۔ (۴)

۳۔ آپ ﷺ کا ختنہ دنیا ہی میں ہوا، لیکن یہ عمل آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں دن آپ کے دادا عبد المطلب نے انجام دیا تھا، اور اس موقع پر

(۱) شامی:۶/۷۵۲، مسائل شتی
(۲) زاد المعاد:۱/۸۰، فصل في ختانه ﷺ
(۳) حوالہ سابق
(۴) حوالہ سابق

انہوں نے لوگوں کو کھانا بھی کھلایا تھا، اور اسی دن انہوں نے آپ ﷺ کا نام ''محمد'' رکھا تھا، علامہ ابوعمر بن عبدالبر نے حضرت ابن عباس ؓ سے ایک غریب متصل السند حدیث بھی ذکر کی ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ:

''أن عبدالمطلب ختن النبی ﷺ یوم سابعه و جعل له مادبة وسماه محمدا ﷺ'' (١)

''عبدالمطلب نے کریم ﷺ کا ساتویں دن ختنہ کیا، دعوت کا انتظام کیا اور اسی دن آپ ﷺ کا نام ''محمد'' رکھا تھا''

مگر اس حدیث کے بارے میں یحیی بن ایوب کا کہنا ہے کہ مجھے جب اس حدیث کے بارے میں جستجو ہوئی تو یہ حدیث صرف محمد بن ابی السری کے پاس ملی (٢) یحیی بن ایوب کا یہ تبصرہ حدیث کے ضعف کی طرف مشیر ہے، کیونکہ محمد بن ابی السری بقول حاتم لین الحدیث ہیں، ابن عدی کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ وہ عموماً حدیث کے بیان کرنے میں غلطی کرتے تھے، نیز اس حدیث کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم ہیں، جو مدلس ہیں، اور انہوں نے لفظ ''عن'' سے روایت کی ہے، جو محدثین کے نزدیک حدیث کے متصل السند ہونے میں شبہ پیدا کر دیتا ہے، بہرحال ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (٣)

آپ ﷺ کے مختون پیدا ہونے پر ایک رسالہ کمال الدین بن طلحہ نے لکھا تھا، جس میں غیر معتبر احادیث کو ذکر کر کے انہوں نے اپنے دعوی کو مدلل کیا تھا، یہ رسالہ جب کمال الدین بن العدیم کی نظر سے گذرا تو انہوں نے اس کا رد لکھا، اور یہ ثابت کیا کہ آپ ﷺ کا ختنہ اہل عرب کے عام دستور کے مطابق ہوا تھا، ابن قیم کا رجحان بھی اسی طرف ہے۔ (٤)

---

(١) حوالہ سابق

(٢) حوالہ سابق

(٣) حاشیہ زاد المعاد: ١/٨٢، تحقیق شعیب ارنؤوط، فصل في ختانه ﷺ

(٤) حوالہ سابق

ختنہ کب مشروع ہوا؟

ختنہ کی مشروعیت صحیح روایت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی سال کے ہوئے تو آپ کو ختنہ کرنے کا حکم دیا گیا، آپؑ نے حکم خداوندی کو بجالانے کے لئے کلہاڑی سے فوراً اپنا ختنہ کرلیا، ختنہ کے بعد جب تکلیف زیادہ ہوئی تو بارگاہ ایزدی میں اپنی تکلیف کو بیان کیا، جواب آیا کہ آپ نے ختنہ کرنے میں جلدی کی، میری طرف سے آلۂ ختنہ کی تعیین سے پہلے ہی ایک تکلیف دہ آلہ (کلہاڑی) سے ختنہ کرلیا، تو اب شکایت کس بات کی؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا! بارالہا: میں نے تو اس نیت سے جلدی کی کہ تیری اطاعت میں تاخیر نہ ہو، اور جو حکم آپ نے دیا تھا اس کی بجا آوری میں تساہل کا شائبہ بھی نہ ہو(۱) حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ:

"كان إبراهيم أول الناس أضاف الضيف ... وأول الناس اختتن"(۲)

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمان نوازی کی تھی، اور سب سے پہلے انہوں نے ہی ختنہ کیا تھا"

اور ملت ابراہیمی کی اتباع کا حکم حضور اکرم ﷺ اور آپ کی امت کو دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثم أوحينا إليك أن اتبع ملة إبراهيم حنيفا"(۳)

"پھر ہم نے آپ کو وحی کی کہ آپ دین ابراہیمی کی یکسو ہو کر اتباع کیجئے"

لہٰذا اسلام میں بھی ملت ابراہیمی کے اس عمل (ختنہ) کو مشروع قرار دیا گیا ہے، گویا ختنہ کرنے کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا ہے۔

---

(۱) فتح الباری: ۶/۳۹۰، باب قول الله تعالى واتخذ الله إبراهيم خليلا
(۲) مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲۶۴۶۷، في الختانة من فعلها
(۳) النحل: ۱۲۳

ختنہ کیوں مشروع ہوا؟

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے عزیز ترین بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا اشارہ خواب میں ملا، تو انسان ہونے کے ناطے آپ علیہ السلام کے دل میں ایک قسم کا خوف پیدا ہو گیا، اگر چہ یہ خوف حکم الٰہی کے بجالانے میں مانع نہ بن سکا، اور آپ علیہ السلام دل وجان سے حکم خداوندی کو انجام دینے کے واسطے تیار ہو گئے، آپ علیہ السلام کا یہ عمل خدا تعالیٰ کو بہت پسند آیا، آپ علیہ السلام کے اس خوف کو امت محمدیہ میں ختنہ کی صورت میں برقرار رکھا گیا، تا کہ ان کو بھی عضو مخصوص کے کاٹنے سے جو خون بہے اس سے خوف پیدا ہو، پھر اس پر صبر کا مظاہرہ کریں، اور اس طرح اسوۂ ابراہیمی پر عمل ہو جائے (۱) اور توریت میں ہے کہ ختنہ اللہ کا داغ ہے، جس طرح شاہی گھوڑوں پر داغ ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور اس کی اولاد کے لئے ختنہ کا داغ تجویز فرمایا۔ اور قوت شہویہ اور بہیمیہ کے محل پر ختنہ کے داغ سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ عضو سرکاری داغ سے داغا گیا ہے، بغیر سرکاری اجازت کے کسی مصرف میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (۲)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "قلفہ" (سپاری کی اوپری کھال) ایک زائد عضو ہے، جب تک اس کے اندر حشفہ (سپاری) چھپا رہتا ہے انسان کی قوت شہویہ کمزور رہتی ہے، اور جماع میں اسے خاص لذت نہیں ملتی (۳) اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکیم ذات نے اس عضو زائد کو کاٹ کر جدا کرنے کا حکم دیا، تا کہ انسان جماع سے پورا لطف اٹھا سکے، مگر یہ بات امام رازی رحمہ اللہ کے بیان کے خلاف ہے، امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشروعیت ختنہ کی وجہ یہ ہے کہ حشفہ میں قوت حس زیادہ ہوتی ہے، وہ جب تک قلفہ کے اندر رہتا ہے اس وقت تک جماع کے وقت غیر معمولی لذت محسوس ہوتی ہے، لیکن جب قلفہ کو کاٹ کر جدا کر دیا جاتا ہے تو

---

(۱) شامی: ۶/ ۷۵۲، مسائل شتی
(۲) معارف القرآن ادریسی ۱/ ۲۱۵، قصۂ کامیابی ابراہیم خلیل در امتحان خداوند جلیل الخ
(۳) حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/ ۳۰۹، خصال الفطرۃ ومایتصل بہا

حشفہ میں قدرے سختی آجاتی ہے جس سے لذت میں کمی ہوجاتی ہے، یہی ہماری شریعت کے مناسب ہے کہ اس نے لذت کو بالکلیہ ختم نہیں کیا، بلکہ اس میں اعتدال پیدا کردیا۔(۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ختنہ کتنی عمر میں ہوا؟

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب ختنہ کا حکم دیا گیا تھا تو اس وقت آپ علیہ السلام (۸۰) سال کے تھے (۲) لیکن دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی (۳) اس روایت کو صحیح ابن حبان میں مرفوعاً (۴) اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً نقل کیا گیا ہے (۵) ان دو روایتوں میں سے پہلی روایت کو ابن حجر نے ترجیح دی ہے، اور دوسری روایت کو غیر مشہور قرار دیا ہے (۶) اور علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے تو دوسری روایت کی صحت ہی کا انکار کیا ہے (۷) مگر بعض حضرات نے دونوں روایتوں میں تطبیق کی شکل بھی نکالی ہے، اور وہ یہ کہ پہلی روایت جس میں اسی سال کی عمر میں ختنہ کرنے کا حکم دیا جانا مذکور ہے، اس میں نبوت ملنے کے بعد سے اس حکم کے ملنے تک جتنی مدت ہوئی تھی اس کا تذکرہ ہے، اور جس روایت میں ایک سو بیس سال کا ذکر ہے، اس میں پیدائش کے وقت سے لے کر ختنہ کے حکم دیے جانے تک کی کل مدت کا بیان ہے۔(۸)

ختنہ کی شرعی حیثیت

ختنہ کی شرعی حیثیت کی تعیین میں ائمہ کا تھوڑا سا اختلاف پایا جاتا ہے، امام ابوحنیفہ

---

(۱) فتح الملهم: ۱/ ۳۱۰، باب خصال الفطرة
(۲) فتح الباری: ۶/ ۳۹۰، باب قول الله تعالىٰ واتخذ الله إبراهيم خليلا
(۳) مصنف ابن أبي شيبة رقم الحديث: ۲۶۴۶۶، في الختانة من فعلها
(۴) صحيح ابن حبان رقم الحديث: ۶۲۰۴، ذكر الوقت الذي اختتن الخ
(۵) مستدرک حاکم رقم الحديث: ۴۰۲۲، ذكر إبراهيم النبي ﷺ خليل الله الخ
(۶) فتح الباری: ۶/ ۳۹۰، باب قول الله تعالىٰ واتخذ الله إبراهيم خليلا
(۷) عمدة القاری: ۲۲/ ۲۷۴، باب الختان بعد الكبر
(۸) شامی: ۶/ ۷۵۲، مسائل شتى

رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ(۱) اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں، فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

"والأصل أن الختان سنة كما جاء في الخبر"(۲)

"حدیث کی روشنی میں ختنہ کرنا سنت ہے"

مگر یہ سنت مؤکدہ ہے، اور شعائر اسلام میں داخل ہے(۳) اسی وجہ سے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی بستی والے متفقہ طور پر اس اہم سنت پر عمل نہ کریں، تو امام وقت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو اس عمل پر مجبور کرے، اور نہ ماننے کی صورت میں ان سے جنگ بھی کرسکتا ہے(۴) جیسا کہ وقتیہ نمازوں کے لئے اذان دینا سنت ہے، لیکن یہ ایسی مؤکدترین سنت ہے کہ اگر کسی جگہ کے لوگ ترک اذان پر متفق ہوجائیں تو مسلمانوں کے بادشاہ پر لازم ہے کہ وہ انھیں اذان دینے پر مجبور کریں اور اگر اس کے لئے فوج کشی کی ضرورت ہو تو اس سے بھی گریز نہ کریں۔(۵)

احناف و مالکیہ کا مذہب اور دلائل

خلاصہ یہ ہے کہ احناف و مالکیہ کے نزدیک ختنہ سنت مؤکدہ اور شعائر اسلام میں سے ہے جسے عام حالات میں چھوڑا نہیں جاسکتا، ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

"الختان سنة للرجال مكرمة للنساء"(۶)

"ختنہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے خوبی اور شرافت

(۱) الشرح الصغير للدردير:۱/۱۵۱، باب الختان والخفاض، قرة عيون الأخيار لتكملة ردالمحتار:۷/۳۴۲، كتاب الخنثى
(۲) در مع الرد:۶/۷۵۱، مسائل شتى
(۳) حوالہ سابق
(۴) تبيين الحقائق:۶/۲۲۶، مسائل شتى
(۵) شامي۱/۳۸۴، باب الأذان
(۶) مصنف ابن أبي شيبة رقم الحديث:۲۶۴۶۸، في الختانة من فعلها

کی بات ہے"

حدیث مذکور میں ختنہ کے سنت ہونے کی صراحت موجود ہے جس سے دین میں ختنہ کی حیثیت سنت ہونا معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ امور فطرت سے متعلق جو حدیث بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور مسند احمد بن حنبل میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، ان میں ختنہ کو بھی ذکر کیا گیا ہے، اور تمام امور فطرت سنت کے قبیل سے ہیں اور اسی سیاق میں ختنہ کا ذکر ہے تو اسے بھی سنت ہونا چاہئے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کالے گورے، رومی، فارسی اور حبشی وغیرہ بکثرت اسلام میں داخل ہوئے؛ لیکن کسی سے یہ تفتیش نہیں کی گئی کہ تم نے ختنہ کرایا یا نہیں؟ اگر ختنہ کرانا واقعۃً واجب ہوتا تو اسکی تحقیق ضرور کی جاتی، اور انہیں ختنہ کرانے کا حکم دیا جاتا، مگر ایسا ثابت نہیں ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ختنہ واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔(۱)

شوافع وحنابلہ کا مذہب

مگر شوافع اور حنابلہ ختنہ کے واجب ہونے کے قائل ہیں، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"الختان واجب علی الرجال والنساء عندنا وبه قال کثیر من السلف کذا حکاه الخطابی وممن أوجبه أحمد"(۲)

"ہمارے یہاں مرد اور عورت کا ختنہ واجب ہے، بہت سے اسلاف کی بھی یہی رائے ہے، جیسا کہ علامہ خطابی نے نقل کیا ہے، قائلین وجوب میں امام احمد بن حنبل بھی ہیں"

(۱) المغني لابن قدامة: ۱/ ۶۴، فصل في الختان
(۲) المجموع شرح المهذب: ۱/ ۳۰۰، باب السواک

شوافع وحنابلہ کے دلائل اور ان کا جائزہ

ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت کلیب ﷛ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

"ألق عنک شعر الکفر واختتن" (۱)

"سر کے بال کٹاؤ اور ختنہ کرو"

ان حضرات کا کہنا ہے کہ حدیث بالا میں آپ ﷺ نے ختنہ کا امر فرمایا ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس حدیث سے وجوب ختنہ کا ثبوت ملتا ہے۔

مگر حدیث مذکور سے دو وجہ سے استدلال کرنا قابل قبول نہیں، ایک تو اس لئے کہ یہ حدیث ضعیف ہے؛ چنانچہ حافظ ابن حجر اس حدیث سے وجوب ختنہ پر استدلال کے متعلق کہتے ہیں:

"تعقب بأن سند الحدیث ضعیف" (۲)

"اس استدلال پر اعتراض یہ ہے کہ حدیث کی سند ضعیف ہے"

اور ظاہر ہے کہ ضعیف حدیث سے احکام اور وہ بھی از قبیل وجوب ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث مذکور کے امر "اختتن" سے وجوب پر استدلال کیا گیا ہے وہ بھی محل غور ہے اس لئے کہ فقہی قاعدہ ہے کہ امر سے وجوب اسی وقت مراد لیا جائے گا جبکہ اس میں وجوب کے علاوہ کسی اور معنی پر دلالت کرنے والا قرینہ نہ پایا جاتا ہو مگر جس امر میں یہ بات نہ پائی جاتی ہو وہ کبھی ندب واستحباب پر بھی محمول ہوتا ہے، مثلاً اسی حدیث کو لیجئے کہ اس میں دو احکام مذکور ہیں، ایک سر کا بال کٹانا، دوسرا ختنہ کرنا، سر کے بال کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کا کٹانا واجب نہیں ہے، تو جب اسکے بعد ختنہ کا حکم دیا گیا ہے تو اس کو بھی واجب نہیں ہونا چاہئے؛ کیوں کہ دونوں حکم صیغۂ امر کے ساتھ ہیں، جب ایک عدم وجوب

(۱) أبو داؤد رقم الحدیث: ۳۵۶، باب في الرجل یسلم فیؤمر بالغسل

(۲) فتح الباری: ۱۰/۳۴۱، باب قص الشارب

کے لئے ہے تو دوسرا بھی اسی پر محمول ہوگا۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد ہے:

"الأقلف لاتقبل له شهادته و صلاته و ذبيحته" (۱)

''غیر مختون شخص کی گواہی، نماز اور اس کا ذبیحہ قابل قبول نہیں''

ابن عباس ﷺ کا غیر مختون شخص کے بارے میں اس طرح شدت برتنا کہ ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی، نہ اس کی نماز درست ہوگی اور نہ ذبیحہ جائز۔ ظاہر ہے کہ اس سے وجوب کی طرف اشارہ ہے، اسلئے ختنہ کو واجب ہی ہونا چاہئے۔

مگر یہ استدلال بھی کمزور ہے؛ کیوں کہ یہ صحابی کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد نہیں ہے کہ اسکی مخالفت کی گنجائش نہ ہو، ابن عباسؓ کے علاوہ دیگر صحابہ سے ختنہ کا واجب نہ ہونا بھی منقول ہے۔

۳۔ غیر مختون کے قلفہ میں نجاست (پیشاب اور منی وغیرہ) کا رہ جانا عین ممکن ہے، اس سے بچنا بڑا ہی مشکل ہے، اور قلفہ کے اندر نجاست کا موجود ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کے سرے پر نجاست کا ہونا، اور سرے پر نجاست لگی ہو تو نماز بالاتفاق جائز نہیں ہوتی، اسی طرح اگر قلفہ کے اندر نجاست ہو تو اس سے بھی نماز جائز نہ ہوگی، اس لئے ادائیگی نماز کے لئے یہ ضروری ہے کہ ختنہ کو واجب قرار دیا جائے۔

مگر یہ استدلال بھی وجوب ختنہ کے لئے کافی نہیں ہے، کیوں کہ قلفہ کے اندرونی نجاست کو جو قلفہ کے سرے پر لگی ہوئی نجاست پر قیاس کیا گیا ہے یہ قیاس فاسد ہے، اسلئے کہ قلفہ کے سرے کا حکم ظاہر بدن کا ہے اور قلفہ کے اندر کی نجاست کا حکم بدن کے باطن جیسا ہے، تو جس طرح بدن کی اندرونی نجاست سے نماز کی صحت پر کوئی فرق نہیں آتا، اسی طرح اگر قلفہ کے اندر نجاست ہو تو نماز درست و جائز ہوگی اور اسکی صحت متاثر نہیں ہوگی، اور ابو الطیب طبری رحمہ اللہ وغیرہ نے تو اس بات کی بھی صراحت کی ہے کہ قلفہ کے اندر جو نجاست باقی رہ جاتی ہے وہ قلیل ہوتی ہے جو قابل عفو ہے اس لئے اس کی موجودگی میں نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (۲)

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح: ۲۸۱۴/۷، باب الترجل

(۲) فتح الباری: ۳۴۱/۱۰، باب قص الشارب

۴۔ ختنہ کراتے وقت شرمگاہ کو ختنہ کرانے والے کے سامنے کھولنا پڑتا ہے اوردوسرے کے سامنے شرمگاہ کھولنا شرعاً ممنوع ہے، اسی طرح ختنہ کرنے والا شرمگاہ کو دیکھے گا اور یہ بھی ممنوع ہے، ان دونوں فعل پر حدیث میں لعنت آئی ہے(۱) مگر اس کے باوجود شریعت نے ختنہ کراتے وقت ان دونوں ممنوع امر کی اجازت دی ہے، اور ظاہر ہے کہ ختنہ کے واجب ہوئے بغیر شریعت ان دو ممنوع امور کی اجازت نہیں دے سکتی، اس لئے ختنہ واجب ہی ہوگا۔

لیکن خود قاضی عیاض رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا ہے کہ جب مصلحت جسم (جو ایک دنیوی فائدہ ہے اس) کے واسطے دوا علاج کی غرض سے شرمگاہ کا کھولنا اور بقدر ضرورت ڈاکٹر کا اسے دیکھنا جائز قرار دیا گیا ہے تو مصلحت دینی (ختنہ) کے واسطے شرمگاہ کا کھولنا اور بقدر ضرورت اسے دیکھنا تو بدرجہ اولی جائز ہونا چاہئے، اسلئے یہ دلیل بھی ختنہ کے وجوب کو ثابت کرنے کیلئے ناکافی ہے۔(۲)

۵۔ ختنہ سے الم وتکلیف پہونچتی ہے، اور کسی کو تکلیف پہونچانا صرف تین صورتوں میں درست ہے، ایک یہ کہ اس سے کوئی فائدہ ہو، دوسرے یہ کہ سزا دینا مقصود ہو، تیسرے یہ کہ کسی واجب کی تحصیل کے لئے ایسا کرنا ناگزیر ہو، اور ختنہ میں پہلی دو صورتوں کا وجود نہیں ہے، اس لئے تیسری صورت یعنی اس کا واجب ہونا طے ہوگیا......مگر یہ استدلال بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ ختنہ کے فوائد کا انکار کرنا غلط ہے، اس لئے کہ اس سے مزید طہارت ونظافت حاصل ہوتی ہے، یہ استبراء (۳) (یعنی استنجاء کے بعد نجاست کے رشحات کے نکل جانے) میں سہولت بخش ہوتا ہے(۴) اہل عرب قلفہ کو معیوب سمجھتے تھے، اور اپنے اشعار میں غیر مختون شخص کی ہجو کیا کرتے تھے(۵) اس کے برخلاف وہ حضرات ختنہ کو خوب اہمیت دیتے

(۱) شعب الإيمان رقم الحديث:۷۳۹۹، فصل في الحمام
(۲) فتح الباری:۱۰/۳۴۱، باب قص الشارب
(۳) استبراء کی تفصیل باب الاستنجاء میں آچکی ہے۔
(۴) حجة الله البالغة:۱/۳۰۹، خصال الفطرة ومايتصل بها
(۵) فتح الملهم:۱/۳۱۰، باب خصال الفطرة

تھے، اوراس موقع سے دعوتیں بھی کرتے تھے (۱) اس کے علاوہ مزید فوائد آئندہ ذکر کئے جائیں گے، لہذا فائدہ کا انکار کرنا واقعہ کے خلاف بات ہے، اس لئے یہ دلیل بھی وجوب ثابت کرنے کے لئے مفید نہیں ہے۔

۶۔ ابوحامد اور ماوردی وغیرہ نے ختنہ کے واجب ہونے پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ختنہ میں ایک ایسے عضو (قلفہ) کو کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے جسکا کوئی بدل نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ یہ محض حکم شرعی کی بناء پر ہے، لہذا اسے واجب ہی ہونا چاہئے، جیسا کہ چور کا ہاتھ بھی اسی لئے کاٹا جاتا ہے کہ اس نے ایک حکم شرعی (چوری نہ کرنا) جو اس کے ذمہ واجب تھا اس کی خلاف ورزی کی ہے، مگر ختنہ کو چور کے ہاتھ کاٹنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ چور کا ہاتھ تو ایک سنگین جرم کی پاداش میں کاٹا جاتا ہے اور زیر بحث مسئلہ (ختنہ) میں یہ بات نہیں پائی جاتی ہے۔

اسی طرح کے اور دلائل بھی قائلین وجوب کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں، مگر بقول علامہ شوکانی رحمہ اللہ: صحیح بات یہ ہے کہ وجوب ختنہ کے دلائل ناکافی ہیں، اور فطرت والی حدیث کی روشنی میں اس کا سنت ہونا ہی راجح معلوم ہوتا ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"والحق أنه لم يقم دليل صحيح يدل على الوجوب والمتيقن السنية كما في حديث خمس من الفطرة ونحوه" (۲)

''حق بات یہ ہے کہ وجوب ختنہ پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں ہے، اور خمس من الفطرۃ اور اس جیسی دوسری احادیث کی روشنی میں ختنہ کا سنت کے قبیل سے ہونا ہی یقینی ہے''

ختنہ کا وقت

ختنہ کے وقت کے سلسلے میں شرعاً کوئی حتمی تحدید منقول نہیں ہے، اور اس بارے میں عمل بھی مختلف رہا ہے، حضور اکرم ﷺ کے نواسے حضرات حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کا ختنہ ساتویں

(۱) فتح الباری: ۱۰/۳۴۱، باب قص الشارب

(۲) نیل الأوطار: ۱/۱۴۶، باب الختان

دن کیا گیا تھا(۱) حضرت اسحاق علیہ السلام کا ختنہ بھی ساتویں دن ہوا تھا، البتہ ان کے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا تیرہ سال کی عمر میں کیا گیا(۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اہل عرب کا یہ معمول بیان کرتے ہیں :

"کانوا لایختنون الرجل حتی یدرک"(۳)

"وہ حضرات بالغ ہونے کے بعد ہی ختنہ کیا کرتے تھے"

امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کا عام معمول یہ نقل کرتے ہیں کہ جب بچہ کے سامنے کا دانت ٹوٹنے کا وقت ہوجاتا تھا تب ختنہ کرایا جاتا تھا(۴) اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین رحمہا اللہ سے کچھ بھی منقول نہیں ہے۔ اسی لئے بعد کے مشائخ کے درمیان تحدید وقت میں اختلاف ہوگیا ہے(۵) چنانچہ اس تعلق سے کتب فقہ میں مشائخ کے مختلف اقوال ملتے ہیں، مثلاً ساتواں دن، ساتواں سال، دسواں سال، بارھواں سال، بلوغ کے قریب، بلوغ کے بعد(۶) لیکن صحیح بات یہ ہے کہ بچہ کی صحت اور قوت برداشت کو دیکھ کر ختنہ کیا جائے، اگر اس میں قوت برداشت ہو تو جتنی جلد ممکن ہو اس کا ختنہ کردیا جائے، تاکہ تاخیر کی وجہ سے اس کے زخم کے مندمل ہونے میں دیر نہ لگے، کیونکہ جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی زخم کے ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا، اسی لئے علامہ حصکفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"قیل العبرۃ بطاقتہ وھو الأشبہ"(۷)

"بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ختنہ میں بچوں کی قوت برداشت کا لحاظ

---

(۱) السنن الکبری للبیھقی رقم الحدیث : ۱۷۵۶۳، باب السلطان یکرہ علی الاختتان الخ

(۲) زاد المعاد: ۲/ ۳۰۴، فصل في ھدیہ ﷺ في تسمیۃ المولود وختانہ

(۳) بخاری رقم الحدیث: ۶۲۹۹، باب الختان بعد الکبر

(۴) عمدۃ القاری: ۲۲/ ۲۷۲، باب الختان بعد الکبر

(۵) فتح الملھم: ۱/ ۳۱۰، باب خصال الفطرۃ

(۶) درمع الرد: ۶/ ۷۵۱، مسائل شتی، المجموع شرح المھذب: ۱/ ۳۰۳، باب السواک

(۷) درمع الرد: ۶/ ۷۵۱، مسائل شتی

کیا جائے، اور یہی درست بات ہے (وقت کی اس بارے میں کوئی
تحدید نہیں ہے)''

ختنہ کا طریقہ

ختنہ کہتے ہیں مرد کے عضو مخصوص کی اس کھال کے کاٹ دینے کو جو سپاری (حشفہ) کو چھپائے ہوئے ہوتی ہے (۱) لہٰذا ختنہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ حشفہ کو ڈھانکے ہوئے کھال کو حشفہ کی جڑ سے مکمل طور پر کاٹ کر جدا کر دیا جائے، تا کہ حشفہ کا کوئی حصہ کھال سے ڈھکا ہوا نہ رہ جائے، اور اگر کسی وجہ سے اتنی مقدار نہ کاٹی جا سکتی ہو تو کم از کم اتنا کاٹ ڈالنا بہر حال ضروری ہے کہ کھال سے حشفہ نہ ڈھک سکے (۲) اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کسی بچہ کا ختنہ کیا گیا، مگر نصف یا اس سے زائد حشفہ کھال سے چھپا ہی رہ گیا تو ختنہ معتبر نہ ہوگا، دوبارہ ختنہ کرانا ہوگا، البتہ اگر نصف سے کم ڈھکا ہوا ہو تو دوبارہ ختنہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے (۳) صاحب محیط نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر کسی بچہ کا ختنہ تو ہوا، لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کی کھال اتنی بڑھ گئی کہ اس کا حشفہ اس سے ڈھک گیا تو پھر ختنہ کرانا ہوگا، اور اگر ایسا نہیں ہے تو دوبارہ اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ (۴)

مختون پیدا ہونیوالے بچہ کا حکم

بعض بچے مختون ہی پیدا ہوتے ہیں، ایسے بچہ کے بارے میں بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اتباع سنت کے پیش نظر استحباباً اس مقام پر صرف استرہ پھیر دیا جائے (۵) مگر ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک مہمل عمل ہے، اس لئے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (۶)

بعض دوسرے حضرات نے اپنے تجربہ ومشاہدہ کی بناء پر یہ لکھا ہے کہ مختون پیدا

---

(۱) فتح الملهم: ۳۱۰/۱، باب خصال الفطرة
(۲) نيل الاوطار: ۱۴۱/۱، باب سنن الفطرة
(۳) هنديه: ۳۵۷/۵، الباب التاسع عشر في الختان الخ
(۴) حوالہ سابق
(۵) مرقاة: ۲۸۱۴/۷، باب الترجل، فتح الباری: ۳۴۰/۱۰، باب قص الشارب
(۶) تحفة المودود بأحكام المولود: ۱۹۸/۱، في المسقطات لوجوبه

ہونے والے بچوں کا ختنہ عموماً ناقص ہوتا ہے، پورا حشفہ کھلا ہوا نہیں ہوتا ہے، اس لئے صرف استرہ پھیرنا کافی نہ ہوگا، بلکہ حشفہ کے ظاہر ہونے کی حد تک ختنہ کرنا ضروری ہوگا، چنانچہ ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"وغالب من يكون كذلك لايكون ختانه تاما بل يظهر طرف الحشفة فإن كان كذلك وجب تكميله" (۱)

"جو بچہ مختون پیدا ہوتا ہے اس کا ختنہ عام طور پر ناقص ہوتا ہے، حشفہ کا کچھ ہی حصہ ظاہر ہوتا ہے، اگر واقعۃً ایسا ہی ہو تو حشفہ کے ظاہر ہونے کی حد تک ختنہ کرانا ضروری ہوگا"

ختنہ کس سے کرائے؟

اگر اپنا ختنہ خود کر سکتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ خود کر لے، دوسرے سے نہ کرائے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ خود کیا تھا (۲) اور اگر خود نہ کر سکتا ہو اور اس کی بیوی یہ عمل جانتی ہو تو اس سے کرائے، مگر آج کل ان دونوں صورتوں پر عمل نہیں ہے، دیہاتوں میں ختنہ اس کے ماہرین سے کرایا جاتا ہے، اور جہاں اس عمل کے لئے ڈاکٹر بسہولت مل جاتے ہیں تو ان سے کرایا جاتا ہے، البتہ اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ ختنہ خواہ جس سے بھی کرایا جائے وہ سنت کے مطابق ختنہ کرنا جانتا ہو، اگر کوئی غیر مسلم ڈاکٹر ختنہ کرنے میں ماہر اور تجربہ کار ہو تو اس کی خدمات لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ سے اسی قسم کا ایک سوال کیا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے جواباً تحریر فرمایا :

"واقف کار غیر مسلم ڈاکٹر سے ختنہ کرانا جائز ہے" (۳)

یہی حکم بچہ اور بالغ دونوں کا ہے، جہاں تک بالغ کے ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے کا شبہ ہے تو اس جیسی ضرورت میں ستر کو دوسروں کے سامنے کھولنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، علامہ کردری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

(۱) فتح الباری: ۳۴۰/۱۰، باب قص الشارب
(۲) فتح الباری: ۳۴۰/۱۰، باب قص الشارب
(۳) کفایۃ المفتی: ۲۹۶/۲، کتاب الختان والخفاض

"ویجوز النظر إلی فرج الرجل للختن"(۱)

''ختنہ کرنے کی غرض سے شرمگاہ دیکھنا جائز ہے''

اورصاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں:

"فلا بأس أن ینظر الرجل من الرجل إلی موضع الختان لیختنه ویداویه بعد الختن"(۲)

''ختنہ کرنے کی غرض سے شرمگاہ دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح ختنہ کرنے کے بعد بغرض علاج بھی شرمگاہ دیکھی جاسکتی ہے''

اور مبسوط میں بھی یہ تصریح ہے کہ بغرض ختنہ شرمگاہ دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛(۳) کیوں کہ اگر ختنہ کو سنت قرار دیا جائے تو بھی اس کا درجہ مباح سے بڑھا ہوا ہے، اور جب علاج کرانا صرف مباح ہے، اوراس میں ضرورۃً شرمگاہ کی طرف دیکھنا اور اسے چھونا جائز ہے تو اس سنت کی تکمیل کے واسطے اس کا چھونا اوراس کی طرف دیکھنا تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔(۴)

ختنہ اور خطرات

ختنہ کرانے میں بہرحال خطرات ہیں، کیونکہ اس میں جسم کے ایک حصہ کو کاٹ کر جدا کردیا جاتا ہے، کبھی کبھی صحت کی کمزوری اور دیگر عوارض کی وجہ سے جان کی ہلاکت تک نوبت آجاتی ہے، اس لئے ختنہ کرتے وقت بچہ کی سکت اوراس کی قوت برداشت کو مدنظر رکھنا چاہئے، اگراس میں ایسی سکت نہ ہو کہ وہ ختنہ کے زخم کو برداشت کرسکے تو ختنہ کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ اس میں قوت برداشت آجانے کا انتظار کرنا چاہئے(۵) اور جب اس میں

---

(۱) بزازیه علی الهندیه:۶/۳۷۲،کتاب الکراهیة، التاسع في المتفرقات

(۲) بدائع ۵/۱۲۳،کتاب الاستحسان

(۳) المبسوط لامام محمد: ۳/۶۴،کتاب الاستحسان

(۴) امداد الفتاوی ۴/۲۳۹، بالوں کے حلق وقصر اور خضاب وغیرہ کے احکام

(۵) قاضی خاں علی الهندیه: ۳/۴۰۹،فصل في الختان

تحمل وبرداشت کی صلاحیت ہوجائے تو پھر ختنہ کرانے میں تاخیر نہ کی جائے، ایک شخص نے اپنے تین بچوں کا یکے بعد دیگرے ختنہ کرایا، اور تینوں بچے دو تین دنوں کے بعد تپ و بخار کے عارضہ میں مبتلا ہوکر فوت ہوگئے اب وہ شخص اپنے چوتھے بچہ کے ختنہ کرانے کے سلسلے میں متردد تھا، اس نے اس سلسلہ میں مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمہ اللہ سے استفسار کیا، تو انہوں نے جواباً تحریر فرمایا:

''صورت مسئولہ میں ترک ختنہ جائز نہیں ہے، لیکن تاخیر بلوغ تک درست ہے، اچھے موسم میں اور جبکہ وہ لڑکا متحمل اس کا ہوسکے، ہوشیار شخص سے ختنہ کرائی جاویں''(۱)

اسی طرح جو بالغ ختنہ نہ کراسکا ہو، یا ابھی ابھی اسلام میں داخل ہوا ہو، اور وہ مرض وغیرہ کی وجہ سے ضعیف وناتواں ہوتو ختنہ کا تحمل آجانے تک انتظار کیا جائے اور اس کے بعد ان کا ختنہ کیا جائے (۲) اور اگر اسے تحمل وبرداشت نہ ہوتو یونہی چھوڑ دیا جائے اور ختنہ نہ کیا جائے۔(۳)

غیر مختون بالغ

اگر غیر مختون شخص بالغ ہوگیا، اور وہ سستی وغفلت کی بناء پر ختنہ نہیں کرا رہا ہے تو مسلمان حاکم پر یہ لازم ہے کہ وہ اسے ختنہ کرانے پر مجبور کرے، اور اگر اس کا ختنہ جبراً کردیا گیا اور اسی حالت میں اتفاق سے وہ مر گیا تو حاکم پر ضمان لازم نہ آئے گا، کیونکہ حاکم اس جبر کا شرعاً پابند تھا، اور جب اس نے ایک شرعی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے یہ اقدام کیا، اور اس کے نتیجے میں سامنے والے کا انتقال ہوگیا تو اس کا ضامن حاکم نہ ہوگا، علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ومن بلغ غير مختون أجبره الحاكم عليه فإن مات

(۱) عزیز الفتاوی ۶/ ۳۷، سوال نمبر: ۱۲۲۷

(۲) موسوعه فقهيه ۱۹/ ۲۹، وقت الختان

(۳) تبيين الحقائق ۶/ ۲۲۷، مسائل شتى

فهو هدر لموته من فعل ماذون فيه شرعا"(۱)

''جو شخص غیر مختون ہونے کی حالت میں بالغ ہوجائے تو حاکم وقت اس پر جبر کرے گا، اور اگر اس کی وجہ سے وہ مرجائے تو اس پر کوئی تاوان نہ ہوگا، کیونکہ اس نے ایک شرعی حکم کو نافذ کیا ہے''

غیر مختون شخص شریعت کی نگاہ میں

اگر کوئی شخص ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہے، اور اسے شعائر اسلام میں سے ہونا بھی جانتا ہے، نیز ختنہ کرانے میں جان یا عضو کے تلف ہوجانے کا اندیشہ بھی نہیں ہے، پھر بھی وہ لاپرواہی کی بناء پر ختنہ سے گریز کرتا ہے، تو اس کا یہ فعل چونکہ گناہ پر اصرار کرنے کے مرادف ہے اس لئے وہ شرعاً فاسق شمار ہوگا:

"وإن ترك الختان من غير ضرر وهو يعتقد وجوبه فسق قاله في مجمع البحرين"(۲)

''مجمع البحرین میں ہے کہ اگر کوئی شخص وجوب ختنہ کا قائل ہو، اور ختنہ کرانے میں کوئی ضرر بھی نہ ہو، پھر بھی ختنہ نہ کرائے تو وہ شخص شرعاً فاسق ہے''

غیر مختون کا غسل

غیر مختون شخص پر اگر غسل جنابت واجب ہوجائے تو قلفہ (حشفہ کو ڈھانپنے والی کھال) کے اندر پانی کا پہونچانا غسل کرتے وقت ضروری ہے؟ ابوبکر بلخی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل جنابت میں ضروری ہوتا ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ قلفہ کے اندر بھی پانی ڈالا جائے، اس کے بغیر غسل درست نہ ہوگا (۳) لیکن عام فقہاء احناف کا کہنا ہے کہ قلفہ کے اندر پانی کا پہونچانا ضروری نہیں ہے، کیونکہ وہ کھال

---

(۱) شامی: ۶/۷۵۲، مسائل شتی

(۲) کشاف القناع: ۱/۸۱، فصل الامتشاط والدهان

(۳) خانیه علی الهندیه: ۳/۴۰۹، فصل في الختان

پیدائشی ہے، لہٰذا بتکلف اس کے اندر پانی پہونچانے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے بغیر بھی غسل جنابت ہوجائیگا، البتہ حشفہ کی اوپری کھال (قلفہ) اوراس کے سرے کواہتمام سے دھونا لازم ہوگا۔(۱)

غیرمختون کا انتقال

غیرمختون شخص کا اگر انتقال ہوجائے تو احناف کے یہاں اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کا ختنہ نہ کیا جائے، اسی حالت میں اس کی تجہیز وتکفین کردی جائے، البتہ فقہ حنبلی میں دو روایتیں ہیں، ایک روایت ہے کہ اس کا ختنہ کیا جائے گا، اس کے بعد تجہیز وتکفین عمل میں آئیگی، اور دوسری روایت احناف ہی کے مطابق ہے کہ اس کا ختنہ نہ کیا جائے، یہی اکثر حنابلہ کا قول ہے، علامہ ابن قدامہ نے بھی اسی روایت کو ترجیح دی ہے۔(۲)

غیرمختون کا ذبیحہ

حضرت ابن عباس ﷺ سے منقول ہے کہ غیرمختون شخص کا ذبیحہ حلال نہیں ہے (۳) امام احمد رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے، لیکن ابن قدامہ رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ اس کا ذبیحہ حلال ہے؛ کیونکہ یہ شخص مسلمان ہے اور مسلمان کا ذبیحہ بالاتفاق صحیح ہے، لہٰذا اس کا ذبیحہ بھی جائز ہوگا، نیز شریعت میں زانی، قاذف اور شرابی کا ذبیحہ ان سب کے فسق کے باوجود صحیح ہے، تو غیرمختون شخص جو ایک سنت اور ایک اسلامی شعار کا تارک ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ شرعاً فاسق کہلانے کا مستحق ہے تو اس کا ذبیحہ کھانے میں کیا مضائقہ ہے، اسی طرح اسلام میں اہل کتاب کا ذبیحہ کھانے کی اجازت ہے، جبکہ وہ غیرمختون ہونے کے ساتھ کافر بھی ہے اور یہ شخص تو صرف غیرمختون ہے، ایمان کی دولت تو بہرحال اس کے پاس ہے، لہذا اس کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کا ذبیحہ حلال اور درست ہے۔(۴)

(۱) خانیه علی الهندیه :۱/ ۳۴، باب الوضوء والغسل
(۲) المغني :۲/ ۴۰۴، مسألة إن کان شارب المیت طویلا أخذ وجعل معه
(۳) مرقاة :۷/ ۲۸۱۴، باب الترجل
(۴) المغني :۹/ ۳۹۰، کتاب الصید والذبائح

عورتوں کا ختنہ

عورتوں کا ختنہ جس کو عربی میں "خفاض" کہتے ہیں عرب میں اس کا رواج تھا، آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"الختان سنة للرجال مكرمة للنساء" (۱)

"ختنہ کرانا مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے خوبی اور شرافت کی بات ہے"

ام عطیہ نامی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے انھیں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ کاٹنے میں مبالغہ نہ کیا کرو، بلکہ تھوڑی مقدار کاٹا کرو کہ اس میں مرد وعورت دونوں کا فائدہ ہے (۲) البتہ عورتوں کے ختنہ کے متعلق کوئی تاکید یا حکم آپ ﷺ کے ارشاد سے ثابت نہیں ہے، اسی لئے تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ عورتوں کا ختنہ مردوں کی طرح سنت مستقلہ نہیں ہے، اگر کیا جائے تو اچھا ہے، اور نہ کیا جائے تو شرعاً کوئی الزام ومواخذہ بھی نہیں ہے۔

"أجمع الفقهاء والأئمة المجتهدون على أن الختان مستحب للأنثى وليس بواجب" (۳)

"فقہاء اور ائمہ مجتہدین متفقہ طور پر عورتوں کے ختنہ کو مستحب قرار دیتے ہیں، اور ان کے ختنہ کے عدم وجوب کے قائل ہیں"

شیخ ابوعبداللہ بن الحاج نے مدخل میں لکھا ہے کہ ہر عورت کا ختنہ مستحب نہیں ہے بلکہ اس میں مشرقیہ ومغربیہ کا فرق ہے کہ مشرقیہ عورتوں کا ختنہ کیا جائے؛ کیونکہ انہی کی شرمگاہ میں پیشاب کے مخرج سے اوپر گوشت کا کچھ حصہ مرغے کی کلغی کی مانند ابھرا ہوا ہوتا ہے، جسے کاٹ دینے سے جماع میں اور لذت محسوس ہوتی ہے، اور عورتوں کے لئے بھی اچھی اور شرافت کی

---

(۱) مصنف ابن أبي شيبة رقم الحديث: ۲۶۴۶۸، في الختانة من فعلها
(۲) أبو داؤد رقم الحديث: ۵۲۷۱، باب ماجاء في الختان
(۳) تربيت الأولاد: ۱/ ۱۱۴، هل على الأنثى ختان؟

بات ہے، البتہ مغربی علاقوں میں رہنے والی عورتوں کا ختنہ نہ کیا جائے کیونکہ اس کی شرمگاہ میں گوشت کا وہ زائد حصہ نہیں ہوتا ہے(۱) شاید اسی بناء پر ہندوستان وغیرہ میں عورتوں کا ختنہ نہیں ہوتا ہے۔

عورتوں کے ختنہ کی ابتداء

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ رضی اللہ عنہما کی باندی تھیں، لیکن انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کر دیا تھا، کچھ دنوں کے بعد حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، اور حضرت سارہ علیہا السلام کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام تولد ہوئے، یہ دونوں حضرات جب بڑے ہوئے تو دونوں میں دوڑ کی بازی لگی، اس مقابلہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے آگے بڑھ گئے اور بازی جیت کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں آ بیٹھے، حضرت سارہ علیہا السلام کو اپنے بچہ کے پیچھے رہ جانے پر غیرت آئی، اور وہ قسم کھا بیٹھیں کہ ہم ہاجرہ علیہا السلام کی تین معززترین چیزیں کاٹ ڈالیں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خوف ہوا کہ حضرت سارہ علیہا السلام جذبات سے مغلوب ہو کر کہیں ان کے کان اور ناک نہ کاٹ ڈالیں، اس لئے اس معاملہ میں دخل دیتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ علیہا السلام سے فرمایا کہ اگر تم اپنی قسم کو پورا کرنا چاہتی ہو تو اس کے کان کو چھید ڈالو اور ختنہ کر دو، اس طرح تمہاری قسم پوری ہو جائے گی، چنانچہ حضرت سارہ علیہا السلام اس پر راضی ہو گئیں، گویا عورتوں میں سب سے پہلا ختنہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ہوا، اور ختنہ کرنے والی سب سے پہلی عورت حضرت سارہ علیہا السلام ہیں جنھوں نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ختنہ کیا تھا۔(۲)

عورتوں کے ختنہ کا طریقہ

عورت کے ختنہ کی صورت یہ ہے کہ پیشاب کے مخرج کے اوپری حصہ کے ابھرے ہوئے چمڑے (جو مرغ کی کلغی کی طرح معلوم ہوتے ہیں) کو کاٹ دیا جائے (۳) مگر کاٹنے

(۱) المدخل لابن الحاج: ۲۹۶/۳، فصل الختان
(۲) شعب الإیمان رقم الحدیث: ۸۲۷۷، حقوق الأولاد
(۳) شامی: ۱۶۷/۱، سنن الغسل

میں مبالغہ نہ کیا جائے، بلکہ اس کا تھوڑا سا حصہ کاٹا جائے، اس کا بالکل جڑ سے جدا کردینا مناسب نہیں (۱) آپ ﷺ نے مدینہ میں ختنہ کرنے والی ام عطیہ نامی ایک صحابیہ جن کا اصلی نام "نسیبہ" (۲) تھا ان سے فرمایا کہ تم ختنہ کرتے وقت مبالغہ سے کام نہ لیا کرو، بلکہ اس کا صرف تھوڑا سا حصہ جدا کرنے پر اکتفاء کیا کرو۔(۳)

ختنہ کے وقت دف

ختنہ کے وقت دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ابن قدامہ اپنی مشہور کتاب "المغنی" میں لکھتے ہیں:

"قال أحمد: لا بأس بالدف في العرس والختان" (۴)
امام احمد کا کہنا ہے کہ نکاح اور ختنہ کے موقع سے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حنابلہ کے علاوہ دیگر مکاتب فقہیہ کی کتابوں میں اس کی صراحت نہ مل سکی، البتہ نفس دف بجانے کے جواز کے قائل تقریباً تمام فقہاء ہیں، اور نکاح کے موقع سے دف بجانے کا ذکر ائمہ اربعہ کی کتابوں میں عام طور پر ملتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے یہاں ختنہ کے موقع سے بھی دف بجانے کی گنجائش ہے۔

ختنہ کی اجرت

اگر بچہ کے پاس مال ہو تو اجرت خود اس کے مال سے ادا کی جائیگی، ورنہ اس کا باپ اجرت ادا کریگا، ابن عابدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وأجرة ختان الصبي على أبيه إن لم يكن له مال" (۵)
"اگر بچہ کے پاس مال نہ ہو تو اس کے ختنہ کی اجرت باپ پر لازم ہوگی"

---

(۱) فتح الملهم: ۱/۳۱۰، باب خصال الفطرة
(۲) العرف الشذی مع الترمذی رقم الحدیث: ۹۹۰، باب ما جاء في غسل الميت
(۳) ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۲۷۱، باب ما جاء في الختان
(۴) المغني: ۷/۸۳، فصل إعلان النكاح والضرب فيه بالدف
(۵) شامی: ۶/۷۵۱، مسائل شتی

یہی تفصیل امام شافعی رحمہ اللہ کے یہاں بھی ہے، چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أجرة ختان الطفل في ماله فإن لم يكن له مال فعلى من عليه نفقته"(۱)

''بچہ کے ختنہ کی اجرت خود اس کے مال میں سے ادا کی جائیگی اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جس پر بچہ کا نفقہ واجب ہے اس پر اس کے ختنہ کی اجرت لازم ہوگی''

ختنہ کی دعوت

ختنہ کے موقع سے دعوت دینا اور اس کا قبول کرنا جمہور علماء کے نزدیک بہتر اور مستحب ہے(۲) لازم وضروری نہیں ہے(۳) طبرانی میں ہے:

"الخرس والإعذار والتوكير أنت فيه الخيار"(۴)

''تین دعوتوں کا تجھے اختیار ہے، بچہ کی پیدائش پر دعوت کرنا، ختنہ کے موقع سے دعوت کرنا اور گھر کی تعمیر سے فراغت کی خوشی پر دعوت کرنا''

اس روایت سے بھی ختنہ کے موقع سے دعوت دینے اور قبول کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے(۵) البتہ مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ جب حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ کو ایک ختنہ کے موقع سے دعوت دی گئی تو انہوں نے فرمایا تھا:

"إنا كنا لا نأتي الختان على عهد رسول الله ﷺ ولا ندعى له (۶)"

---

(۱) المجموع شرح المهذب: ۳۰۶/۱، باب السواک
(۲) فتح الباری: ۲۴۷/۹، باب إجابة الداعي في العرس وغيره
(۳) موسوعه فقهيه: ۳۳۷/۲۰، حكم إجابة الدعوة
(۴) فتح الباری: ۲۴۲/۹، باب حق إجابة الوليمة والدعوة
(۵) حوالہ سابق
(۶) مسند أحمد رقم الحديث: ۱۷۹۰۸، حديث عثمان بن أبي العاص ﷺ

''ہم آپ ﷺ کے عہد میمون میں ختنہ کی دعوت میں نہیں جایا کرتے
تھے، اور نہ ہی ہم کو دعوت دی جاتی تھی''

یہ روایت ختنہ کے وقت دعوت کی عدم مشروعیت کو بتلاتی ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابوالشیخ کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے جس میں یہ صراحت ہے کہ وہ ختنہ کسی بچی کا تھا، حضرت عثمان بن ابی العاص ﷛ کو اس موقع سے دعوت دی گئی تھی، تب آپ نے مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا تھا، گویا آپ ﷛ کی نکیر اس بات پر تھی کہ بچیوں کے ختنہ میں دعوت کا اہتمام نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس موقع سے اخفاء کا حکم ہے، البتہ بچوں کے ختنہ کے موقع سے دعوت دینے اور قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، چنانچہ المدخل میں ہے:

''والسنة في ختان الذكر إظهاره وفي ختان النساء إخفاءه''
(۱)

''بچوں کا ختنہ علانیہ کرنا اور بچیوں کا اخفاء کے ساتھ کرنا سنت ہے''

خلاصہ یہ کہ حضرت عثمان بن ابی العاص ﷛ کا ارشاد عام نہیں ہے، بلکہ بچیوں کے ختنہ کے ساتھ مخصوص ہے، اور اگر حضرت عثمان بن ابی العاص ﷛ کے ارشاد کو عام مان بھی لیا جائے کہ ختنہ خواہ بچہ کا ہو یا بچی کا، دونوں کے متعلق آپ ﷛ کا یہ ارشاد ہے، تو مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوی میں اس کی یہ توجیہ کی ہے:

''لا ندعى له'' کا مطلب سرے سے دعوت کا انکار نہیں ہے، بلکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں دعوت کا رواج نہیں تھا، اس سے یہ
لازم نہیں آتا کہ نفس اباحت بھی نہیں ہے'' (۲)

البتہ آجکل دعوتوں کا جو اہتمام ہوتا ہے، اور جس کے لئے بڑے لمبے چوڑے انتظامات کئے جاتے ہیں، اور لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیج کر بلایا جاتا ہے اور جمع کیا جاتا ہے یہ بالکل خلاف سنت ہے (۳) چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ ہی رقمطراز ہیں:

(۱) المدخل لابن الحاج: ۲۹۶/۳، فصل الختان
(۲) كفايت المفتى ۲۹۶/۲، كتاب الختان والخفاض، ملخصا
(۳) اصلاح الرسوم، ص: ۴۶، چوتھی فصل منجملہ ان کے وہ رسوم میں جو ختنہ میں عوام نے اضافہ کر رکھی ہے

’’ختنہ کی تقریب میں شریک ہونا اور کھانے میں شریک ہونا فی حد ذاتہ جائز ہے، بشرطیکہ ریا اور شہرت کے لئے یہ کام نہ ہو، اور قرض وادھار لے کر یہ کام نہ کیا جائے، اور کوئی ناجائز کام مثلاً گانا بجانا نہ ہو‘‘(۱)

ختنہ کے فوائد

گذشتہ سطور میں آپ نے ختنہ کے متعلق ضروری تفصیلات معلوم کرلیں، اب اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ ایک نظر اس پر بھی ڈال لیں کہ آجکل کی سائنس اس کے متعلق کیا کہتی ہے، ذیل میں ہم ختنہ کے فوائد سے متعلق ڈاکٹروں کی بعض تحقیقات پیش کریں گے۔

جنسی اعضاء کی نظافت

ختنہ سے جنسی اعضاء کی صفائی اچھی طرح ہوتی رہتی ہے، ڈاکٹر شیوں کا کہنا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی جنسی اعضاء کی نظافت کا معاملہ غیر اطمینان بخش ہے، برطانیہ کے غیر مختون اسکولی بچوں کے ایک سروے سے پتہ چلا کہ ان میں ستر فیصد کی جنسی اعضاء کی صفائی کی حالت بہت خراب تھی، ڈنمارک کے اندر ایک جائزے سے پتہ چلا کہ چھ سال کے غیر مختون بچوں میں ۶۳ فیصد کا قلفہ گندگی کی وجہ سے چپکا ہوا تھا(۲) اور یہی ڈاکٹر یہ بھی لکھتے ہیں کہ بلاشبہ بچے کا ختنہ عمر بھر کے لئے جنسی اعضاء کی نظافت کا کام آسان کردیتا ہے۔(۳)

ایڈس سے حفاظت

ایڈس کی بیماری جس نے آج پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، ہر ملک میں اس مرض سے متاثر لاکھوں جوان زندگی کے آخری سانس گن رہے ہیں، سائنسی تحقیق کی روشنی میں ڈاکٹر اس نتیجہ پر پہونچ رہے ہیں کہ اس مرض سے حفاظت اور کسی حد تک اس کی روک تھام میں موثر ختنہ کرانا بھی ہے، ڈاکٹر رابرٹ بیلے وغیرہ نے کہا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہیلتھ افسر

---

(۱) کفایۃ المفتی ۲/ ۲۹۵، کتاب الختان والخفاض

(۲) سنت نبوی اور جدید سائنس ۲/ ۳۶۰، ختنہ کے فوائد- مشاہدات وتجربات

(۳) حوالہ سابق

ختنوں کو فروغ دینے کے لئے مہم چلائیں، تاکہ ایچ آئی وی کو روکنے میں مدد مل سکے، انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اس بات کی کافی شہادت موجود ہے کہ ہم ایڈس کی بیماری کیخلاف مہم میں ختنے کو بھی شامل کرلیں۔(۱)

قضیب کے کینسر سے حفاظت

قضیب کا کینسر دنیا کے بیشتر ممالک کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے، خاص طور پر چین، یوگانڈا اور بوتوریکو میں ۱۲ سے ۲۲ فیصد مردوں کو یہ بیماری لاحق ہے، امریکی میگزین برائے امراض اطفال نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ غیر مختون شخص قضیب کے کینسر کا کسی بھی وقت شکار ہوسکتا ہے، اس کا سد باب اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ نومولود کا ختنہ کردیا جائے (۲) شعبہ امراض اطفال کے صدر ''پروفیسر وائس ویل'' کا خود اپنے بارے میں بیان ہے:

> ''۱۹۷۵ء میں میں بھی ختنہ کا سخت ترین دشمن تھا، اور ختنہ کا تناسب کم کرنے کے لئے اس وقت جو کوششیں جاری تھیں ان میں میں بھی شریک تھا، لیکن سن اسی کی دہائی کے اوائل میں کئے گئے سروے سے پتہ چلا کہ غیر مختون بچوں کے اندر پیشاب کی نالی کی سوزش کا مرض نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے، اس کے باوجود ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کرنا میری تجویز نہ تھی، الا یہ کہ بوقت ضرورت اس پر عمل کیا جاسکتا ہے، لیکن جب اس موضوع پر مزید تحقیق کی گئی، اور انتہائی باریک بینی سے اس کا مطالعہ کیا گیا تو نتیجہ برعکس نکلا، اور ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کئے جانے کا حامی بننا پڑا اور اس کی مخالفت سے بھی رجوع کرنا پڑا، اور بچوں کے ختنہ کے فوائد کی پر زور تائید کی گئی'' (۳)

(۱) ماہنامہ اللہ کی پکار ۸۷ نئی دہلی اگست ۲۰۰۰ء
(۲) سنت نبوی اور جدید سائنس ۲/۳۶۱، ختنہ کے فوائد- مشاہدات وتجربات
(۳) سنت نبوی اور جدید سائنس ۲/۳۵۹، ختنہ کے فوائد- مشاہدات وتجربات

جنسی امراض سے حفاظت

آسٹریلیا کے ایک سروے سے پتہ چلا کہ غیر مختون حضرات عام طور پر آلہ تناسل پر چھالے، سوزاک، اور آتشک کے شکار ہوجاتے ہیں (۱) اسی طرح شرمگاہ کے کینسر، پیشاب کی بندش، گردے کی پتھری، غیر ضروری شہوت اور خیالات کے انتشار، اگزیما، خارش اور الرجی میں بھی مبتلا ہوجاتے ہیں، اور ان کی بیویوں میں بھی یہ بیماریاں منتقل ہونے کا امکان پایا جاتا ہے (۲) برطانیہ کے لانسٹ نامی مشہور میگزین کے ۱۹۸۹ء کے شمارے میں شائع مضمون بتاتا ہے کہ اگر بچوں کا ختنہ شروع میں کردیا جائے تو پیشاب کی نالی کی سوزش ۹۰ فیصد کم کی جاسکتی ہے (۳) ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایک مادہ جو کہ ختنہ والی جگہ کے اندر ہوتا ہے، کینسر کا اہم سبب ہے، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ختنہ کرواتے ہیں ان میں اس جگہ کینسر کے خطرات کم ہوتے ہیں، اسی وجہ سے مسلمانوں میں اس جگہ کا کینسر بہت کم ہے؛ کیونکہ ان کے بچپن میں ختنے ہوجاتے ہیں۔ (۴)

(۱) حوالہ سابق: ۲/ ۳۶۲

(۲) سنت نبوی اور جدید سائنس ۱/ ۲۶۴، ختنہ کے فوائد- مشاہدات وتجربات

(۳) حوالہ سابق: ۲/ ۳۶۰، ختنہ کے فوائد- مشاہدات وتجربات

(۴) حوالہ سابق